ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.7 No.3 2023

تشدد اطفال کی معنویت و مترادفات اور بچوں کے حقوق و تحفظات: اسلامی تعلیمات کا جائزہ

The Spirituality of Child Protection and the Rights of Children: An Overview of Islamic Teachings

حافظ محمد اسلم خان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی و اسلامیات، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور۔

محمد منظر احسان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی و اسلامیات، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور۔

Abstract

Islam has provided a balanced system of thought and action for human life. It places great importance on the establishment of a stable societal life. This stability is indebted to the ethical teachings provided by the Quran and the Sunnah (the traditions and practices of the Prophet Muhammad). In this system, all units of society are interconnected and serve as a means to maintain an ethical environment. Islamic teachings emphasize not only obedience to parents and good behavior towards them but also the rights of children. Parents and children together shape the fabric of society. Today's children become tomorrow's parents, and a child's initial environment has a profound impact on their development. As the great scholar Imam Ghazali remarked, "A child first looks at their home and the people within it. Their minds are shaped by the environment they observe, and they are deeply influenced by their early surroundings." This highlights the importance of instilling strong ethical values within the family unit and fostering a just and compassionate environment. In Islam, the principles of societal ethics and justice are central, and the respect, love, and good treatment between parents and children are essential components of this system. By adhering to such social and ethical principles, a balanced and just society can be established, benefiting everyone.

Keywords: system of thought and action, human life, ethical environment

تمہید

اسلام نے حیات انسانی کو متوازن نظام فکر و عمل دیا ہے۔ اس میں مستحکم معاشرتی زندگی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہ استحکام اس اخلاقی تعلیم کا مرہون منت ہے جو قرآن و سنت نے مہیا کی ہے۔ اس نظام میں معاشرے کی تمام اکائیاں ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور اخلاقی ماحول کو قائم رکھنے کا ذریعہ ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں جہاں والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت بیان کی گئی ہے وہاں بچوں کے حقوق بھی بیان کیے گئے ہیں۔ والدین اور اولاد، یہ دونوں مل کر معاشرے کی صورت گری کرتے ہیں۔ آج کی اولاد کل کی والدین ہوتی ہے۔ بچہ اپنی زندگی میں سب سے پہلے اپنے گھر اور گھر کے افراد کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے حالات اور طرز زندگی

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کو دیکھ کر اس کے ذہن پر اس کی صورت نقش ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کے ابتدائی ماحول کے منظر سے پوری طرح متاثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

”بچہ اپنے والدین کے پاس امانت ہوتا ہے۔ اس کا پاک دل ایسا خالص جوہر ہوتا ہے جو ہر قسم کے نقش اور صورت سے خالی ہوتا ہے اور جو چیز اس پر نقش ہو جائے اسے قبول کر لیتا ہے۔ اور اسے جس چیز کی طرف مائل کیا جائے وہ مائل ہو جاتا ہے۔ پس اگر اسے خیر کا عادی بنایا جائے گا اور خیر کی تعلیم دی جائے گی تو اس کی پرورش اس کے مطابق ہوگی اور اس کے والدین دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے اور اگر اسے شر اور برائی کی طرح مہمل اور بے کار چھوڑا جائے گا تو بد بخت اور برباد ہوگا اور گناہ کا سارا بوجھ اس کے ذمہ دار کی گردن پر ہوگا۔“[1]

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ))[2]

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر بچے کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

اسی طرح ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ، وَالعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ))[3]

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے (اس کی رعیت کے بارے میں) سوال ہوگا۔ پس امام حاکم ہے، اس سے سوال ہوگا۔ مرد اپنی بیوی بچوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے مال کی حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ ہاں پس تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا۔“

بچوں کی تعلیم و تربیت میں اعلیٰ کردار والدین کا ہوتا ہے۔ اسلام نے بچوں کے بارے میں خصوصی ہدایات دی ہیں۔ مگر افسوس موجودہ دور میں بچوں کے حقوق چھپ کر رہ گئے ہیں۔ عصر حاضر میں کئی واقعات سامنے آ رہے ہیں۔ جن میں بچوں کی شخصیت کو پامال کیا جا رہا ہے۔ بچوں پر جسمانی تشدد کیا جا رہا ہے۔ بچوں کے ساتھ تشدد کا معاملہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں ایک سنگین مسئلے کے طور پر

---

(1) الغزالی، ابی حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ص: ۲۳۳

(2) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل، الجامع المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ و سننہ و ایامہ، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، الاحسان ویلفیئر فاؤنڈیشن، اسلام آباد، سن ندارد، رقم الحدیث 2212

(3) صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا، رقم الحدیث ۵۱۸۸

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سامنے آیا ہے۔ صرف امریکہ میں ہر سال تقریباً ۳۰لاکھ کیسز رپورٹ ہوتے ہیں۔ ہر تین میں سے ایک لڑکی اور ہر پانچ میں سے ایک لڑکا جسمانی یا جنسی تشدد کا شکار بنتے ہیں۔ پاکستان میں بچوں کے حقوق سے متعلق کام کرنے والی این جی او ساحل کے مطابق جنوری ۲۰۲۰ء سے جون ۲۰۲۰ء تک کے اعداد و شمار کے مطابق ۶ ماہ کے دوران ۱۴۸۹ بچوں کو جنسی و جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ۳۳۱ بچوں کو اغواء کیا گیا، ۲۳۳ بچے بد فعلی کا نشانہ بنے، ۳۸ واقعات میں بچوں کو بعد میں قتل کر دیا گیا اور روز بروز ایسے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر روز کوئی ایسی خبر نیوز چینل پہ سننے کو ملتی ہے کہ فلاں علاقے میں بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اقوام متحدہ اور بچوں کے حقوق کی کمیٹی کے مطابق بچوں کے خلاف کسی بھی قسم کا جسمانی تشدد بچوں کے حقوق کی پامالی کے دائرے میں آتا ہے۔

تشدد کا لغوی معنی

تشدد "عربی زبان" سے اسم مشتق ہے۔ ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعل سے مصدر ہے۔ اردو میں بطور حاصل مصدر مستعمل ہے۔ تشدد کا معنی "سختی برتنا" ہے۔ شَدَّدَ، یُشَدِّدُ، تَشْدِیْدًا، باب تفعیل سے مصدر ہے اور اس کے معنی متعدد لغات میں مختلف ذکر کیے گئے ہیں۔ شَدَّدَ: قاموس الوحید میں شَدَّدَ کا معنی مذکور ہے: "بہت مضبوط و پختہ کرنا، زور سے باندھنا، کس کے باندھنا۔"[(4)] اَلشَّد: "یہ شَدَدْتُ الشَّی ءَ کا مصدر ہے" جس کے معنی مضبوط گرہ لگانے کے ہیں۔[(5)] شدد کا لفظ قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَشَدَدْنَآ اَسْرَہُمْ﴾[(6)] "اور ان کے مفاصل کو مضبوط بنایا۔" ﴿بَاْسُہُمْ بَیْنَہُمْ شَدِیْدٌ﴾[(7)] "اور ان کا آپس میں بڑا رعب ہے۔" ﴿عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی﴾[(8)] "ان کو نہایت ہی قوت والے نے سکھایا۔"

قاموس الوحید میں اس کے معنی یہ ہیں: "تشدد، سختی برتنا، سخت ہو جانا، نرم نہ پڑنا۔"[(9)]

تشدد کا اصلاحی معنی

جسمانی تکلیف دینا، مارنا، پیٹنا، زدوکوب کرنا اور مختلف آلات کے ساتھ کسی کو تکلیف دینا تشدد کہلاتا ہے۔ قرآن میں مختلف مقامات پر اس مادہ سے متعدد الفاظ مستعمل ہیں۔

---

(4) قاسمی، وحید الزمان، کیرانوی، القاموس الوحید، کراچی، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱ء، ص: ۸۴۸

(5) الاصفہانی، راغب، امام، مفردات القرآن، لاہور، شمس الحق، کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، ۱۹۸۷ء، (۱:۵۳)

(6) الدھر ۷۶:۲۸

(7) الحشر ۵۹:۱۴

(8) النجم ۵۳:۵

(9) القاموس الوحید، ص: ۴۶۱

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ﴾[10]"

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریقے سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کے وہ جوانی کو پہنچ جائے۔"

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾[11]"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل۔" ﴿وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ﴾[12]"

اور ان کے دلوں پر سخت گرہ لگادے، پس وہ ایمان نہ لائیں۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔"

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مختلف مقامات پر انہی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ **اشداءعلی الکفار، واشدد علی قلوبهم** وغیرہ یہاں اشداء کا لفظ سختی کا معنی دیتا ہے اور واشدد بھی سختی کا معنی دیتا ہے۔

تشدد کی تعریف

"کسی بھی جاندار کو اذیت دینے کی غرض سے اس کے جسم پر طاقت کے اطلاق کو جسمانی تشدد کہتے ہیں اور انسان کی سوچ کو تبدیل کرنے کی غرض سے اس کے دماغ پر سائنس اور تکنیک کے جبری اطلاق کے عمل کو نفسیاتی تشدد کہتے ہیں۔"[13]

تشدد طاقت کے استعمال کو کہتے ہیں جس سے کسی کو زخمی کیا جا سکتا ہے یا اس کا استحصال ہو سکتا ہے اور غیر جاندار اشیاء کو تباہ و برباد کیا جاسکتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت نے تشدد کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

"Violence is defined by the World Health Organization in the WRVH as "the international use of Physical force of power, threatened or actual, against one self, another person, or against a group of community, that either results in or has a high likelihood of resulting in injury, death, psychological harm, mal development of deprivation."[14]

عالمی ادارہ صحت نے تشدد کی تعریف یوں بھی کی ہے:

---

(10) الانعام ۶:۱۵۲

(11) الفتح ۴۸:۲۹

(12) یونس ۱۰:۸۸

(13) عمران شاہد بھنڈر، تشدد کی معنویت، ایکسپریس نیوز، (ہفتہ، ۲۲ اگست، ۲۰۱۵) www.express.pk

(14) Alison Rutherford, Anthony B Zwi, Alexander Butchart, Violence, a glossary, J Epidemiol, community, Health, 2007, August. https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"تشدد، جسمانی قوت یا طاقت کا جان بوجھ کر استعمال، دھمکی آمیز یا حقیقی، اپنے خلاف، کسی دوسرے شخص کے خلاف یا کسی گروہ یا برادری کے خلاف، جس کے نتیجے میں یا تو چوٹ، موت، نفسیاتی نقصان، خراب ترقی یا محرومی پیدا ہوتی ہے یا اس کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔"

بچوں پر تشدد سے مراد

"بچوں پر تشدد سے مراد کسی دوسرے کا ایسا اقدام ہے جس سے بچے کو تشویش ناک حد تک نقصان پہنچے۔"[15]

بچوں پر تشدد ایک عالمگیر مسئلہ بن چکا ہے۔ تمام مہذب اور غیر مہذب معاشروں میں اس کی جھلک نمایاں ہے۔ جو روز مرہ سماجی زندگی میں کسی نہ کسی صورت میں نظر آتی رہتی ہے۔ جس کا مقصد بچوں کو قابو کرنا اور ان پر حاوی ہونا اور ان کو اپنا تسلط بر قرار رکھنا ہوتا ہے۔ جس کے مظاہر میں مار پیٹ، بے عزتی، سزا اور تذلیل یا اذیت اور نفسیاتی و ذہنی طور پر پریشان کرنا جیسے عوامل شامل ہیں۔ تشدد عربی زبان کے لفظ شدۃ سے نکلا ہے جس کے معانی ہیں سختی اور مضبوطی، قوت کے ہیں۔ تشدد کی تعریفات حسب ذیل ہیں:

تشدد کا مفہوم قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ لفظ اسی معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: **فَشُدُّوا الْوَثَاقَ**[16] "اور ان کو مضبوطی سے قید کر لو"۔ اسی طرح دوسری جگہ آتا ہے: ((وَ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً))[17] "وہ ان سے قوت میں زیادہ تھے" "ان آیات میں شدۃ کا لفظ انہی معنٰی میں مستعمل ہوا ہے۔ علامہ راغب اصفہانی[18] اور علامہ ابنِ منظور نے تشدد کے مفہوم کو ان الفاظ میں اجاگر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تشدد "شدد (ش۔د۔د) سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی سختی، زیادتی کے ہیں، زور اور کثرت کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے تشدد کے معنی "سختی اور زبردستی کرنا" کے ہیں۔[19]

تشدد کا مفہوم حدیث کی روشنی میں

بچوں پر تشدد کے لیے عربی زبان میں "العنف" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے جو نرمی اور الفات کی ضد کا مفہوم رکھتی ہے۔ قرآن کریم میں تو یہ لفظ موجود نہیں البتہ حدیثِ مبارکہ میں "العنف" کا ذکر ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

ان رسول الله ﷺ قال: " یا عائشه" ان الله رفیق و یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف،

---

[15] لیاقت علی جتوئی، بچوں پر تشدد کی اقسام، جنگ نیوز، (۱۶/جون ۲۰۱۹ء)۔ https://jang.com.pk/news/649426

[16] سورۃ محمد، 4:47۔

[17] سورۃ المائدہ، 44:5۔

[18] اصفہانی، امام راغب، **مفردات القرآن** (مصر: مطبعۃ البابی، س،ن)، 251۔

[19] الأفریقي، محمد بن مکرم بن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار احیاء التراث، 2016)، 56:7۔

وما لا يعطى على ما سواه[20]

(ترجمہ)"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ بے شک اللہ رفیق ہے؛ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرم رویے پر جو کچھ وہ عطا کرتا ہے وہ سخت رویے پر عطا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور رویے پر۔"

تشدد کے مترادفات

تشدد کے عربی زبان مین دیگر الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔ جن میں ایک "العنف"، "العداون" استعمال ہوتے ہیں۔

العنف کا مفہوم

العنف کے معنٰی اہل لغات نے تشدد کی ہی بتائیے ہیں جن میں چند ایک اقوال ذیل میں قلمبند ہیں۔ "العنف" کو صاحب المنجد لوئیس مالوف بیان کرتے ہیں۔ "عنف" نون کے ضمہ کے ساتھ ہے جس کا معنٰی سختی کرنا، اسی سے اعنف الامر ہے جس کا معنٰی ہے" سختی سے لینا" اور یہ لفظ " العِنف "، " العنف" اور العُنف" عین کے فتح، ضمہ اور کسرہ تینوں کے ساتھ اس کا معنٰی" سختی، سخت دلی ہے۔ القاموس الوحید میں بھی تشدد کے لیے "العنف" استعمال ہوتا ہے۔ عَنُفَ بہ وعلیہ، عُنفاً وعَنافۃً: یہ الفاظ "کسی کے ساتھ تشدد برتنا، سختی کرنا، ملامت کرنا، شرم دلانا، سرزنش کرنا" معنٰی استعمال ہوتے ہیں۔ العنف یہ لفظ تشدد کے معنٰی میں ہی مستعمل ہے۔[21]

صحاب فیروز اللغات لکھتے ہیں: تشدد کا مادہ۔ ت۔ شد۔ دد ہے۔ جو مذکر ہے، جس کے معنٰی ہیں۔ سختی، زیادتی، حیز کے ہیں۔[22] صاحب القاموس الجدید والے لکھتے ہیں: انہوں نے تشدد کے مترافات میں " عنف، عنت، عسف، تشدد، تقاقم، ازدیاد حدّۃ" تشدد اسکے علاوہ عنیف اور عنفی یہ دونون لفظ "تشدد آمیز" کے معنٰی میں استعمال ہوتے ہیں۔ تشدد آمیز رویے کے لیے "**بصورة عنيفة**" استعمال ہوتے ہیں اور تشدد برتنے کے لیے "استخدام العنف" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اور تشدد کرنے کو عربی "**عنفه، اعتفة، وعنته، عسفه، عسفا، شددعليه**" کہتے ہیں۔[23]

لاطینی میں عنف کے لیے "violentia" استعمال کیا جاتا ہے جس کا معنی ہے؛ طاقت۔ La Robert ڈکشنری کے مطابق عنف کا مطلب ہے بزور طاقت یا ڈرا دھمکا کر کسی شخص کے ساتھ اس کی مرضی کے خلاف برتاو کرنا۔ اس تعریف کی رو سے تشدد/ عنف ایک عمل ہے، جبکہ تشدد بطور صورت حال / تشدد بطور رویہ اس کے علاوہ ایک چیز ہے، جس کا مطلب ہے کسی کو سرنگوں کرنا یا اس کی مرضی کے بغیر جھکانا تُندخوئی یا مزاج کی سختی کا سہارا لیتے ہوئے۔

([20])القشیری، امام مسلم بن الحجاج، **المسند الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث، 2003ء)، 4:45۔

([21])لوئیس معلوف، **المنجد** (بیروت: مکتبہ الکاثولیکیۃ، 2018ء)، 587۔

([22])مولوی فیروز الدین، **فیروز الغات** (لاہور: فیروز لمیٹڈ، 1964)، 204۔

([23])مولوی فیروز الدین، **فیروز الغات**، 269۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

العنف کی لغوی تعریف

العُنْفُ: الشِدَّةُ والقُوَّةُ، تَقولُ: عَنُفَ بِهِ، يَعْنُف، عُنْفاً، فهو عَنِيفٌ: إذا شَدَّدَ، والعَنِيفُ: الذي ليس له رِفْقٌ، وضِدُّه: الرِّفْقُ واليُسْرُ. وأَصْلُهُ مِن الاعْتِنافِ، وهو: الكُرْهُ والمَشَقَّةُ.[24] " العُنْفُ: شدت اور قوت۔ "العَنِيفُ" اس شخص کو کہتے ہیں، جس کے اندر نرمی نہ ہو۔ "العُنْفُ" کی ضد "الرِّفْقُ " یعنی نرمی اور "اليُسْرُ" یعنی آسانی ہے۔ یہ اصلا "الاعْتِناف" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ناپسندیدگی اور مشقت کے ہیں۔ "انگریزی میں اس مراد یہ ہے

"`Unf": violence, force. Opposite: "rifq (gentleness), "yusr" (ease).""`Aneef": a person who lacks gentleness. Derived from "i`tinaaf", which means dislike and hardship.

العُنْفُ: الشِدَّةُ والقُوَّةُ، تَقولُ: عَنُفَ بِهِ يَعْنُف عُنْفًا، فهو عَنِيفٌ: إذا شَدَّدَ، والعَنِيفُ: الَّذي ليسَ لهُ رِفْقٌ، والجَمْعُ: عُنُفٌ، وعُنْفُوانُ الشَّبابِ: أَوَّلُهُ؛ لِما فيه مِن قُوَّةٍ، وضِدُّ العُنْفِ: الرِّفْقُ واليُسْرُ، وأَصْلُهُ مِن الاعْتِنافِ، وهو: الكُرْهُ والمَشَقَّةُ، فيُقال: اعْتَنَفْتُ الشَّيْءَ: إذا كَرِهْتُهُ وشَقَّ عَلَيَّ، والتَّعْنِيفُ: التَّوْبِيخُ بِشِدَّةٍ. ومِن مَعانِيه أيضًا: الغِلْظَةُ والقَسْوَةُ.[25]

العُنْفُ: شدت اور قوت۔ جب کوئی کسی کے ساتھ سختی کرے تو کہتے ہیں: "عَنُفَ بِهِ، يَعْنُف، عُنْفاً، فهو عَنِيفٌ"۔ 'عنیف' اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نرمی نہ ہو۔ عُنف کی ضد رِفق (نرمی) اور یُسر (آسانی) ہے۔ عُنف کا لفظ دراصل الاعتِناف سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: ناپسندیدگی اور مشقت۔

Aggressive behavior by one party, which may be an individual, group, social class or a state, causing physical or psychological harm to others. Harshness in dealing with others, along with verbally or physically harming them.

الغِلْظَةُ في مُعامَلَةِ الآخَرِينَ مع إيذاءٍ بِالقَوْلِ أو الفِعْلِ.[26]

"دوسروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے سختی سے کام لینا اور اسے قول یا فعل سے ایذا پہنچانا۔" اس کی انگریزی میں یوں کہا جا سکتا ہے۔

مختصر تشریح

العُنْفُ مِن الأَخلاقِ الذَّميمَةِ المُنافِيَةِ لِحُسْنِ العِشْرَةِ بين النَّاسِ، وهو خُلُقٌ مُرَكَّبٌ مِن الشِّدَّةِ والتَّغْلِيظِ في التَّعامُلِ مع الآخَرِينَ، يُصاحِبُهُ إيذاءٌ بِاللِّسانِ أو الجَسَدِ، ومَنْهَجُ الإسْلامِ يَقُومُ على الرِّفْقِ واللِّينِ، لا على العُنْفِ والشِّدَّةِ والغِلْظَةِ[27]

([24]) ابن فارس، احمد، **مقاييس اللغة** (اردن: دار الفکر، 1979م)، 4: 158۔

([25]) غزالی محمد بن محمد ابو حامد، **احياء علوم الدين** (بیروت: مکتبہ دار الفکر، 1980ء)، 3:184۔

([26]) المناوی، عبد الرؤوف، **التوقيف على مهمات التعاريف** (مصر: شرکۃ مکتبۃ، 1308ھ)، 127۔

([27]) فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس **المحيط** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2009ء)، 839۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

”عُنف (تشدد) ان بُرے اخلاق میں سے ہے جو لوگوں کے مابین حُسنِ معاشرت کے منافی ہیں۔ یہ ایک ایسا خلق ہے جو دوسروں کے ساتھ تعامل میں شدت اور سختی سے مرکب ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زبان یا بدن سے ایذارسانی بھی ہوتی ہے۔ حالانکہ اسلام کا منہج رحم دلی اور نرمی پر قائم ہے، نہ کہ تشدد، سختی اور شدت پر۔“

انگریزی میں عنف کو اس سے واضح کیا جا سکتا ہے۔

"`Unf" (violence) is a dispraised trait that goes against kind interaction among people. It is a personal trait that combines severity and roughness in dealing with others along with verbal or physical abuse. The methodology of Islam is based upon gentleness and leniency, not upon violence, harshness, and roughness.

بچوں پر تشدد اور اسلام

بچوں پر تشدد کی کئی صورتیں ہو سکتی ہے اور یہ گھر یا سکول دونوں میں ہو سکتا ہے۔ اسلامی قانون والدین سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں اور تربیت کی خاطر والدین کبھی کبھار تھپڑ یا جسمانی سزا سے کام لیتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بچے سے غلطی ہوئی ہے لیکن تربیت کے لیے تھپڑ مارنا یا جسمانی سزا دینا مناسب نہیں بلکہ بعض اوقات یہ عمل تربیت کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یاد دہانی کراتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾[28]

”اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے کچھ تمھارے دشمن ہیں اس لیے ان سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو، اور بخش دو تو اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔“

نبی اکرم ﷺ نے تمام مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ پیش آئیں۔

آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

" ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا"[29]

”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا“۔

غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن نبی ﷺ نے اس صورت میں صبر کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ليس الشديد بالصُّرَعة، إنما الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب

---

(28) التغابن، 14:64

(29) الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **جامع الترمذی** (بیروت: دار الغرب الإسلامی، 1998)، رقم: 1919

"طاقت ور وہ نہیں جو لوگوں کو اپنی طاقت سے پچھاڑ دے۔ حقیقی طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے"[30]

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل (وفات ۱۸ھ) کو یمن کے گورنر کی حیثیت سے بھیجتے وقت ان الفاظ میں ہدایات دیں:

" يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا"

"آسانی پیدا کرو اور تنگی مت پیدا کرو، لوگوں کو خوشخبری دو اور نفرت پیدا مت کرو"[31]

اس لیے جسمانی سزا سے حتی الامکان بچنا چاہیے۔ عظیم حنفی فقیہ استروشنی کے مطابق:

"اگر ایک والد اپنے بچے کی تادیب کے دوران اسے قتل کرے تو امام ابو حنیفہ کے مطابق اس پر دیت اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔"[32]

علاوہ ازیں وہ بتاتے ہیں کہ اگر ایک استاد والد کی اجازت سے بچے کی تادیب کرے (اور اس تادیب کے دوران بچہ مر جائے) تو استاد پر کفارہ لازم ہو گا۔ تاہم اگر استاد تربیت کے حد سے تجاوز کرے تو امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کے مطابق اس پر ضمان بھی لازم ہو گا۔"[33]

بچے کو ادب سکھانے کے لیے بہت سے متبادل طریقے ہیں۔ ان میں سے انہیں نصیحت کرنا، تنبیہ کرنا، انعامات کا واپس لینا، کھیل کود سے روکنا وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے ایک یا کئی سزائیں بچے کے لیے جسمانی سزا سے کئی زیادہ مؤثر ہیں۔ حدیث میں نماز سے متعلق مارنے کا ذکر در حقیقت جسمانی سزا معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کے بجائے یہ ایک تدبیر ہے کہ باپ بچے کو مار بھی سکتا ہے اگر وہ پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتا۔ اس کی وضاحت نبی اکرم ﷺ کی ایک دوسری حدیث میں ہوئی ہے: "اور ان کو ادب سکھانے کی خاطر (ڈرانے کے لیے) عصا لٹکائے رکھنا اور انہیں خدا سے ڈراتے رہنا۔"[34] اس کی توثیق ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کچھ ہدایات دی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ بچوں کو ادب سکھانے کے لیے (نہ کہ مارنے کے لیے) عصا لٹکائے رکھنا۔"[35]

---

(30) ابن حنبل، احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، **مسند الامام احمد بن حنبل** (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، 7219۔

(31) مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س۔ن)، الرقم: 1733۔

(32) استروشنی، **احکام الصغار** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)، 541۔

(33) استروشنی، **احکام الصغار**، 541۔

(34) احمد بن حنبل، **مسند احمد**، الرقم: 22075۔

(35) احمد بن حنبل، **مسند احمد**، الرقم: 22075۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی روایت ہے کہ عصا ایسی جگہ رکھنا چاہیے جہاں سے گھر کے تمام افراد کو نظر آئے۔ یہ بات اہم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی کو چھڑی سے مارنے کا حکم نہیں دیا۔ علامہ عبد الروف مناوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گھر کے افراد چھڑی کو دیکھیں گے تو وہ برے کام کا ارتکاب نہیں کریں گے اور اس سے انہیں اچھے عادات واطوار سیکھنے کی ترغیب ملے گی۔"[36]
بیوی کی بد اخلاقی اور نافرمانی پر اسے مارنے سے متعلق قرآنی آیت کو درست طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "اللہ تعالی نے ہمیں ان کو اس طریقے سے مارنے کی اجازت دی ہے جس میں انہیں تکلیف نہ ہو"۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں: "میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: "وہ مارنا کیسے ہوگا جس میں تکلیف نہ ہو۔ انھوں نے جواب میں کہا: "مسواک و غیرہ سے۔ ایک آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عورت کو مسواک سے مارنا صرف علامتی طور پر ہے اور اس کا بالکل یہ مطلب نہیں کہ اسے ضرر پہنچایا جائے۔

فقہ جعفریہ کے مطابق جسمانی سزا ممنوع ہے۔ اہل تشیع کے پہلے امام حضرت علی بن ابو طالب سے روایت ہے کہ:

"اپنے بچوں کو مت مارو۔ ان کی اصلاح کے لیے ان سے کچھ دیر بات چیت کرو لیکن اس بات کو یقینی بناؤ کہ یہ زیادہ لمبی نہ ہونے پائے"[37]

خلاصہ کلام یہ کہ بچوں کی صرف تربیت کی جائے لیکن انہیں جسمانی سزا سے دور رکھا جائے، اس سے ان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سزا کے لیے متبادل ذرائع کو اختیار کیا جائے کیونکہ بچوں کے حق میں یہ بہت موثر ہوتے ہیں۔

اسلام میں بچے کو سزا دینے کے نقصانات

جسمانی سزا تربیت کے مقصد کو فوت کر سکتی ہے۔ ایک طرف اس کی وجہ سے بچہ اپنے والدین، اساتذہ اور دیگر تربیت کاروں سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف بچہ نئے تجربات کرنے سے رک جائے گا اور یہ اس کی سوچ کو بھی نقصان پہنچانے کا سبب بنے گا۔ بار بار جسمانی سزا دینے سے بچہ سزا کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر سزا اس پر اثر نہیں کرتی۔ پھر بچہ کسی بھی صورت میں اپنے برے اعمال سے باز نہیں آتا اور ایک ہی غلطی کو بار بار دہراتا ہے۔ بچے کو جھڑکنا بھی نقصان دہ اور بے اثر ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بچہ خود اعتمادی کھو دیتا ہے۔ بچے میں سزا سہنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے بچوں کی اصلاح اس قسم کے طریقہ کار سے نہیں ہو سکتی۔ بچوں کی تادیب کے لیے موثر ترین طریقہ یہ ہے انہیں اپنے پسندید مشغلے سے کچھ وقت کے لیے منع کیا جائے۔ یہ اسے غلطی دہرانے سے روک دے گا۔ بچے کو انعام دینا چاہیے اگر وہ اس طریقے سے راہ راست پر آئے۔ جسمانی سزا کے نفسیاتی اثرات بچے کے لیے تباہ کن ہوتے ہیں اور اگر تمام بچوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے تو معاشرہ اچھے بچوں، مستقبل کے لیڈروں، سائنس دانوں، ڈاکٹروں، انجینئروں اور دوسرے پیشہ ور لوگوں سے خالی ہو جائے گا۔ بالفاظ دیگر معاشرے میں انتشار پیدا ہو جائے گا اور وہ بربادی کی طرف چل

---

(36) المناوی، زین الدین محمد، **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر** (مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، س۔ن)، 235:2۔

(37) مجلسی، محمد باقر، **بحار الانوار** (قم: اہل بیت ورلڈ اسمبلی، س،ن)، 13:23۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

پڑے گا۔

بچوں کو جسمانی سزا دینے کے سب سے بڑے نقصانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے والد اپنے آپ کو خدا کی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی روایت ہے جو کہ آپ نے اقرع بن حابس التمیمی (جس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا تھا: میرے تو دس بچے ہیں اور میں نے کبھی ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا) سے فرمایا تھا:

حدثنا ابو اليمان، قال: اخبرنا شعيب، عن الزهري، قال: حدثنا ابو سلمة بن عبد الرحمن، ان ابا هريرة قال: قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم حسن بن علي وعنده الاقرع بن حابس التميمي جالس، فقال الاقرع: إن لي عشرة من الولد ما قبلت منهم احدا، فنظر إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال: "من لا يرحم لا يرحم."

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سے روایت ہے وہ) فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا تو وہاں اقرع بن حابس تمیمی بھی تھے، انہوں نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں، میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔"[38]

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فقالوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ فقال: «نعم» قالوا: لَكِنَّا واللهِ ما نُقَبِّلُ! فقال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : «أَوَ أَمْلِكُ إن كانَ اللهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوبِكُم الرَّحْمَةَ!».

روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے نبی اکرم ﷺ کا اپنے نواسوں کو بوسہ دینے پر حیرت کا اظہار کیا، اور آپ سے پوچھا: "کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے" نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحم کو نکال دیا ہے تو اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔"[39]

بچے کو تھپڑ مارنے کا نفسیاتی اثر کافی بڑا ہے۔ ایک سعودی شیخ ایک شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے (جس نے اس سے پوچھا کہ جب اس کا ایک سالہ بچہ روتا ہے تو وہ اسے تھپڑ مارتا ہے یا چٹکی وغیرہ لیتا ہے اور جب کبھی وہ اسے اٹھاتا ہے تو وہ روتا اور چیختا چلاتا ہے) کہتے ہیں کہ بچے کی جذباتی نشو و نما کے بغیر اسے صرف غذا فراہم کرنا اسے نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔ شیخ نے یہ بھی کہا: "جو شخص اپنے بچوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے وہ شریعت اور فطرت کے خلاف عمل کرتا ہے۔[40]

گھریلو تشدد کا متاثرہ فرد نہ تو اپنی تعلیم جاری رکھنے کے قابل رہ سکے گا، نہ ہی وہ زندگی گزارنے کی مہارتیں سیکھ سکے گا جو ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں۔ ایسی بہت سی صورتوں میں بچے مجرم اور معاشرے کے لیے ناپسندیدہ افراد بن جاتے

([38]) البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1442ھ)، الرقم: 5751۔

([39]) مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، الرقم: 231۔

([40]) فتویٰ نمبر: 50731، جو اس لنک پر دستیاب ہے:

https://islamqa.info/en/answers/147066/he-teaches-children-at-home-in-return-for-a-monthly-payment-if-the-child-is-absent-is-he-entitled-to-payment,01,12.2022,11.39 PM.

ہیں۔ بچے کو سزا دینے سے وہ والدین کا نافرمان بن سکتا ہے جو کہ بعد میں والدین کو ان تمام بھلائیوں سے محروم کر دیتا ہے جو وہ ان کے ساتھ بڑھاپے کی حالت میں کر تا۔ علامہ ابن القیم ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص کو اس کے اپنے بچے نے، جس کو اس نے نافرمانی کی وجہ سے سزا دی تھی، کہا تھا: ”آپ نے مجھے سزا دی جب میں چھوٹا تھا، اس لیے میں آپ کو سزا دیتا ہوں جب آپ بوڑھے ہیں۔ آپ نے مجھے میرے بچپن میں نظر انداز کیا میں آپ کو آپ کے بڑھاپے میں نظر انداز کرتا ہوں“[41] جیسا بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ اس لیے اگر بچپن میں بچے کا خیال رکھا جائے تو بڑا ہو کر وہ بھی اپنے والدین کا خیال رکھے گا۔

بچوں کو الزام دینے کی ممانعت

بچوں کی پرورش کے دوران کی جانے والی غلطیوں میں سے ایک بچوں کو الزام دینا ہے۔ اگر ایک ہی وجہ کی بنیاد پر بچے کو بار بار الزام دیا جائے تو وہ ضدی اور خود سر بن جائے گا اور بعد میں اسے کسی بات پر آمادہ کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے بچوں کو الزام دینے سے حتی الامکان بچنا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچے کو غلطی کرتے دیکھتے تو شائستہ انداز میں اسے صرف نصیحت کرتے۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے واضح ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی، اللہ تعالیٰ کی قسم آپ ﷺ نے (ان دس سالوں میں) میں مجھے کبھی اف تک نہیں کہا، اور نہ ہی مجھے یہ کہا کہ آپ نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔“[42]

وہ مزید بیان فرماتے ہیں کہ اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل میں تاخیر کرتا یا ان کے حکم کی تعمیل کے بجائے کوئی اور کام کرتا تو وہ مجھے کبھی بھی الزام نہیں دیتے تھے اور نہ ڈانٹتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آگے بیان فرماتے ہیں کہ جب گھر کا کوئی فرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکایت کرتا، تو آپ فرمایا کرتے: ”انہیں (حضرت انس) کو کچھ نہ کہیں، اگر اللہ تعالیٰ اس چیز کو چاہتے تو یہ ضرور ہوتا۔“[43]

چونکہ مسلمانوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کی ضرورت ہے، اس لیے انہیں بچے کی پرورش سے متعلق آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ حضرت انس، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت زید بن حارثہ بن شرحبیل (وفات ۷ھ) اور حضرت اسامہ بن زید (وفات ۵۴ھ) رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک طویل عرصے کے لیے رہے اور ان کی اور ان کے اہل خانہ کی خدمت کی، لیکن ان میں سے کسی نے کبھی ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی، الزام اور سرزنش کی کوئی شکایت نہیں کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بچے کو الزام نہیں دیا اس لیے مسلمانوں کو بھی اس طرح کرنا چاہیے۔

---

[41] ابن القیم، **تحفة المودود بأحكام المولود** (جدة: مجمع الفقه الإسلامي، 1431)، 157۔

[42] البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 5568۔

[43] احمد بن حنبل، **مسند**، الرقم: 14938۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

بچوں کو بددعا دینے کی ممانعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق والدین کو چاہیے کہ کبھی اپنے بچوں کو بددعا نہ دیں۔ اس کے بجائے وہ ہمیشہ ان کے حق میں دعا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اولاد کے حق میں کی گئی دعا کو قبول کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تین دعائیں ایسی ہیں جن کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی اور والد کی دعا اپنے اولاد کے لیے“[44] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے آپ کو اپنے بچوں کو، اپنے ملازموں کو، اپنی ملکیت کو بددعا نہ دو، ایسا نہ ہو کہ آپ ایسے وقت میں بددعا دیں جو دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہو۔“[45]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ’دعا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو بھی بدل دیتی ہے۔“[46]

امام غزالی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی (وفات ۱۸۱ ھ) سے اپنے بیٹے کے نافرمانی کی شکایت کی۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تم نے اسے بددعا دی ہے؟" آپ نے جواب میں کہا: "جی ہاں! میں نے دی ہے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن مبارک نے اس سے کہا: تم خود اس کی نافرمانی کے لیے ذمہ دار ہو۔“[47]

بددعا ایک قابلِ نفرت عمل ہے اور کسی کو بھی بددعا نہیں دینی چاہیے، چہ جائیکہ اپنی اولاد کو۔

بچے کو بگاڑنا

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اسلام تقاضا کرتا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو پیار کریں تاہم بچوں سے محبت کی کچھ حدود ہیں۔ ان سے محبت اور ان کو بگاڑنے کے درمیان ایک توازن ضرور برقرار رکھنا چاہیے۔ انگریزوں کے ہاں مشہور کہاوت ہے: ہر چیز میں حد سے تجاوز برا ہے"۔ یہ محبت میں حد سے تجاوز کو بھی شامل ہے۔ درحقیقت بگڑے ہوئے بچے والدین کے ساتھ ہیرا پھیری کرتے ہیں اور انہیں ان کے تمام مطالبات پورا کرنے پڑتے ہیں۔ تمام مطالبات کو پورا کرنا بچے کے حق میں بھی برا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ اپنے اسباق اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں پر توجہ مرکوز نہیں رکھ پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام بچوں کو اچھی عادات واطوار سکھانے کے لیے بالخصوص جن چیزوں کی مستقبل میں انہیں ضرورت ہے، کہ تربیت پر زور دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

---

(44) الترمذی، محمد بن عیسی، **جامع الترمذی**، الرقم:1828۔

(45) مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، الرقم:5328۔

(46) ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ** (بیروت: دار احیاء الکتب العربیۃ، س۔ن)، 87۔

(47) امام غزالی، **احیاء علوم الدین**، 2:21۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

”اسلام ایک مضبوط دین ہے۔ اس لیے درمیانی راستہ اختیار کرو، اور عبادت میں حد سے تجاوز کر کے اسے اپنے آپ کے لیے قابل نفرت مت بناؤ، کیونکہ جو کوئی اپنے گدھے پر بھاری بوجھ لادتا ہے وہ نہ تو منزل مقصود تک پہنچتا ہے اور نہ ہی اس کی سواری زندہ بچتی ہے۔“[48]

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "سب سے بہتر راستہ درمیانی راستہ ہے۔“[49] اس لیے والدین بھی بچوں کو من مانیوں کی اجازت نہ دیں، بصورت دیگر اس کا خمیازہ والدین کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی اٹھانا پڑے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ”اے لوگوں! ایک ظالم شخص اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ کوئی باپ اپنے بیٹے کے ساتھ ظلم نہ کرے اور نہ ہی بیٹا اپنے باپ پر ظلم کرے۔“[50] تمام والدین اپنے بچوں کے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بارے میں سوال کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ”تم میں سے ہر کوئی چرواہا ہے اور اس سے اس کے ریوڑ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ایک آدمی اپنے گھر کے لوگوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہو گی۔ ایک عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہو گی۔“[51] اسی طرح والدین سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے بچے کو کیوں برباد کیا۔ اس لیے والدین کو بچوں سے پیار اور ان کے بگاڑ کے درمیان ایک عمدہ توازن قائم رکھنا چاہیے۔

مسلح تنازعات کے دوران بچوں کے حقوق و تحفظات

اسلام نے مسلح تنازعات کے دوران بچوں، عورتوں اور دیگر نہتے افراد کا بے انتہا خیال رکھا ہے۔ یہ قرآن کی آیت ۲:۱۹۰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث سے واضح ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾[52]

”اور ان لوگوں سے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عمر بن عبد العزیز اور حضرت مجاہد بن مولی کے نزدیک اس آیت میں "جو تم سے جنگ کرتے ہیں" سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمھارے خلاف جنگ میں شرکت کرتے ہیں۔ اس لیے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو مت مارو۔“[53]

([48]) البیہقی، أحمد بن حسین، **السنن الکبری** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)، 27:43، الرقم: 33۔

([49]) ابن الاثیر، ابو السادات المبارک، **جامع الاصول فی احادیث الرسول** (بیروت: مکتبۃ الحلوان، 1972ء)، الرقم: 204۔

([50]) احمد بن حنبل، **مسند**، الرقم: 1584۔

([51]) البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 1580۔

([52]) البقرۃ، 190:2

([53]) ابن عاشور، محمد طاہر، **تفسیر التحریر والتنویر** (تونس: دار سحنون، س۔ن)، 200:1۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

امام محمد بن الحسن الشیبانی (۱۸۹ھ / ۸۰۴ء) کے نزدیک عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور ان جیسے دیگر لوگوں کو اس آیت کی وجہ سے جنگ میں قتل نہیں کیا جا سکتا، یعنی کہ مسلمان فوج صرف مقاتلین (combatants) کے ساتھ جنگ کرے گی۔"[54]

ایک دوسری روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: "عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو"[55]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرمائی ہے۔[56] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (م ۷۳ھ / ۱۹۲ء) روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقتول عورت کو دیکھا تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو ناجائز قرار دیا۔

دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "ہرگز ہرگز بچوں خادموں کو قتل نہ کرنا"[57]

حالت جنگ میں بچوں کے قتل پر عمومی پابندی ہے۔ بچوں کے بچانے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ صرف مقاتلین سے جنگ کی جائے اور ان لوگوں سے جو نہیں لڑ سکتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بچوں کو قتل، نقصان اور نشانہ بننے تحفظ فراہم کیا ہے۔ اس لیے شہریوں بالخصوص بچوں کے مقامات مسلم فوج کے حملوں کا نشانہ بالکل نہیں بننا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں پر اپنی عظیم رحمت کا اظہار حالت جنگ میں بھی کیا ہے۔ اس لیے شہری آبادی کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے اور انہیں میدان جنگ سے محفوظ مقامات کو منتقل کرنا چاہیے تاکہ انہیں تکلیف نہ پہنچے۔

اپاہج اور دیگر بیماریوں سے متاثرہ بچے

معذور بچے والدین، معاشرہ اور ریاست کی طرف سے خصوصی نگہداشت اور توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ معذور بچے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں سے اکثر و بیشتر گناہ کے ارتکاب کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ دوسرا یہ کہ معذور بچے ہمیشہ معصوم رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتے۔ معذور بچوں کا خیال رکھنا جنت میں جانے کے ذرائع میں ایک ذریعہ ہے۔ کم ترین معذوریوں سے لاچار بچوں کے ان لوگوں کو دیکھیں جو بدترین امراض میں مبتلا ہیں۔ مسلمان تقدیر پر ایمان رکھتے اور اس دنیا میں انہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو قبول کرنا چاہیے۔ وہ والدین جو معذور بچوں کی پرورش کرتے ہیں، آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعام و اکرام کے مستحق بنتے ہیں۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ علاج کی تلاش کریں اگر علاج موجود ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

---

[54] الشیبانی، محمد بن الحسن، **کتاب السیر الکبیر** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997)، 184:4۔

[55] الطحاوی، احمد بن محمد، **شرح معانی الآثار** (بیروت: دار صادر)، 221:3۔

[56] احمد بن حنبل، **مسند**، الرقم: 4739۔

[57] ابن ماجہ، **السنن**، الرقم: 2842۔

وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "اللہ نے ایسی کوئی بیاری پیدا نہیں کی، جس کے لیے علاج موجود نہ ہو"[58] علاوہ ازیں والدین معذور بچوں کو ان تمام سرگرمیوں میں مصروف رکھنے کی کوشش کریں جن کی صلاحیت ان میں موجود ہو۔مال دار مسلمان اور معاشرے کے دیگر افراد خصوصی ضروریات کے حامل افراد اور معذور بچوں کو تعاون فراہم کریں۔ قرآن مسلمانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ تمام اچھی چیزوں میں باہمی تعاون کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ[59]

"اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔"

معذور بچے اور خصوصی ضروریات کے حامل افراد خصوصی تعلیم اور خصوصی نگہداشت کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ بالفرض اگر کچھ معذوریاں ایسی ہوں جن سے بچوں کی حفاظت کی جاسکتی ہو، تو والدین، معاشرے اور ریاست کو اس سے بچاؤ میں اپنی بہترین کوشش کرنی چاہیے۔ اس کی ایک موجودہ صورت ایچ آئی وی وائرس (HIV Virus) کا پھیلاؤ ہے۔ اس مرض کی روک تھام کے حوالے سے معلومات کو حتی الامکان مشتہر کرنا چاہیے تا کہ یہ وائرس بچوں تک نہ پھیلے۔ ایڈز اور ایچ آئی وی وائرس کے پھیلاؤ کی بنیادی وجہ ناجائز تعلقات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے اور لوگوں کو شادی کی ترغیب دی ہے۔ اسلام بیمار، معذور اور خصوصی ضروریات کے حامل افراد کی تحقیر کو حرام قرار دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾[60]

"اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں"

دوسری بیماریاں کچھ وقت گزرنے پر خاندان کے اندر شادی کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے اس کے خلاف مشورہ دیا ہے تا کہ صحت مند رہیں۔ تاہم لوگوں کو موروثی بیماریوں کی روک تھام کے بارے میں خبر دار کرنے میں ریاست اور معاشرے کا کردار بہت مؤثر ہے۔ ریاست ایسے بچوں کے ہر قسم کے علاج معالجہ کا بندوبست کرے

---

(58) ابن ماجہ، **السنن**، الرقم: 3338۔

(59) المائدۃ، 5:2۔

(60) الحجرات، 49:11۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

نابالغ مجرم اور اسلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نابالغ افراد کو اس فرمان کے ساتھ ہر قسم کی ذمہ داری سے بری الذمہ قرار دیا ہے:"تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں: پاگل یہاں تک کہ اس کا پاگل پن ختم ہو جائے، سونے والا یہاں تک کہ وہ اپنی نیند سے جاگ جائے، اور بچہ یہاں تک کہ وہ بلوغت تک پہنچ جائے۔"[61]

مختلف مکاتب فکر کے درمیان بلوغت کی عمر میں اختلاف ہے۔ چونکہ بلوغت (جو اسلامی قواعد کے مطابق بچپن کا اختتام ہے) کی طبعی علامات میں بھی شک ہے اس لیے امام ابو حنیفہ اور مالکیہ کے چند علماء کے نزدیک بلوغت کی عمر کی آخری حد ۱۸ سال ہے۔ کچھ متاخرین فقہا ۱۵ سال پر متفق نظر آتے ہیں جبکہ دوسرے حضرات خواتین کے جنسی طور پر بالغ ہونے کے لیے ۱۵، ۱۶ یا ۱۷ سال کو بطور علامت مانتے ہیں۔ شریعت کی رو سے نظریہ مصلحت یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت یہ جائز ہے کہ وہ ایک ایسی پالیسی اختیار کی جائے جس سے معاشرے میں ضرر کی روک تھام ہو۔ نتیجتاً اگر کوئی ریاست مثال کے طور پر سڑک کے دائیں طرف گاڑی چلانے پر پابندی لگاتی ہے تو شریعت اس کی پالیسی کی مخالفت نہیں کرتی، اگرچہ مذہب نے اس عمل کو ممنوع قرار نہیں دیا۔ ریاست کو کیا کرنا چاہیے، اس کو سیدھا سادہ انداز میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ کسی عمل کے فوائد اور نقصانات کا موازنہ کیا جائے تاکہ اس کی افادیت معلوم کی جا سکے، وگرنہ اسے احتیاط کے ساتھ معاشرے کی عمومی مصلحت کی خاطر ممنوع قرار دیا جائے۔

ملزموں کے لیے انصاف اور حقوق کے وہ بنیادی اصول جو بچوں کو بھی شامل ہیں۔ یہ ہیں:

۱: بغیر قانون کے کسی چیز کو جرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ۲: قانون کے بغیر کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔

۳: گزشتہ جرائم پر سزا کا اطلاق (retroactivity punishment) بغیر قانون کے نہیں ہو سکتا۔

۴: معصوم ہونے کا تصور، جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے۔ ۵: ہر ایک شخص کی ذاتی زندگی، آزادی اور مال کے تحفظ کا حق۔

۶: ایک غیر جانب دار جج کے سامنے ایک منصفانہ اور کھلے عام مقدمے کا حق۔

۷: الزام لگانے والوں اور گواہوں کی آمنا سامنا کرنا اور ان پر جرح کا حق۔ ۸: اقرار جرم سے آزادی۔

۹: زبردستی قید اور نظر بندی کے خلاف تحفظ۔ ۱۰: فوری عدالتی فیصلے کا حق۔

۱۱: دعوے کا حق۔ ان تمام اصولوں کی تفصیلی وضاحت اس تحقیق کی حدود سے باہر ہے، اس لیے ان میں سے اہم اصولوں کی وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔ گزشتہ جرائم پر قانون کا عدم اطلاق تعزیری قانون ایک بنیادی اصول ہے، اور قرآن کی بہت سی آیات سے ظاہر ہے۔ ایک اور بنیادی اصول معصوم ہونے کا تصور ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:"مسلمانوں کو حدود سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرو، کیونکہ اگر امام معافی میں غلطی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے بانسبت اس کے کہ وہ سزا میں غلطی کرے۔"

---

[61] ابو داود، سنن، کتاب الحدود، حدیث نمبر: ۴۴۰۲، ج ۴، ص ۱۴۳۰

(62)

معصوم ہونے کا تصور تعزیر (جس میں حاکم کو سزا کی مقدار مقرر کرنے کا صوابدیدی اختیار ہوتا ہے) اور قصاص وہ سزا جس میں قتل کے بدلے قتل ہو) کے ساتھ ساتھ دیگر جرائم پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ اکثر صورتوں میں جو مسلمان ممالک اسلامی قانون کو نافذ کرتے ہیں، درج بالا اصولوں کو اپنے آئین یادستوری قانون کا حصہ بناتے ہیں۔ سنت کسی الزام کے اثبات کے لیے باوثوق دلیل کا تقاضا کرتی ہے اور صرف الزام لگانا کافی نہیں ہے۔ ایک الزام لگانے والا فریق بذات خود اس شہادت کی تمام بنیادوں کو خود نہیں پیش کر سکتا جو ایک جرم کے اثبات کے لیے کافی ہوں۔ الزام لگانے والا جو ایک تعزیری عمل کا آغاز کرتا ہے وہ ذاتی طور پر جج کے سامنے پیش ہوگا۔ اور اس کے ساتھ کم از کم ایک گواہ ہوگا جس میں یہ قانونی صلاحیت ہو کہ وہ ان حقائق پر گواہی دے سکے جو جرم کو ثابت کریں اور جو ان تمام یا چند حقائق کی توثیق کرے جو الزام کرنے والا بیان کر رہا ہے"(63) مذکورہ بالا تمام اصول ایک ملزم بچے پر بھی مساوی حیثیت سے منطبق ہوتے ہیں۔ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک لڑکے پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے اپنی شاعری میں ایک پاک دامن عورت پر تہمت لگائی ہے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے استفسار کیا کہ کیا وہ بلوغت تک پہنچ گیا ہے یا نہیں، آپ کو بتایا گیا کہ نہیں۔ اس لیے آپ نے اس پر حد کی سزا نافذ نہیں کی۔"(64)

یہ بھی روایت ہے کہ ایک لڑکے پر چوری کا الزام لگایا گیا اور انہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۳۵ھ) کے سامنے پیش کیا گیا۔ لڑکے کا معائنہ کیا گیا، لیکن وہ بلوغت کی عمر تک نہیں پہنچا تھا اور اس وجہ سے اسے سزا نہیں دی گئی۔"(65)

اسلامی قانون کی رو سے یہ ایک عمومی اصول ہے کہ ایک بچے میں ارادے کی صلاحیت نہیں اور اس کے ارادے کو غلطی تصور کیا جائے گا۔ اس لیے اگر اس نے کسی کو قتل کیا، تو اس کی دیت اس کا خاندان ادا کرے گا۔(66) اگر ایک بچہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ مؤثر نہیں سمجھی جائے گی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ."(67)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگوں پر قانون لاگو نہیں ہوتا سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔ بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے اور مجنوں جب تک عقلمند نہ ہو جائے۔

اسلامی قانون کی سے ایک قاتل مقتول کا وارث نہیں بن سکتا، تاہم اس اصول کا اطلاق بچے اور مجنون پر نہیں ہو سکتا، کیونکہ

---

(62) ترمذی، سنن، ج۲، ص ۳۹-۳۳۸

(63) ایم شیرف باسیونی، Crimes and the Criminal Process، سہ ماہی عرب لا، ۱۲: ۳ (۱۹۹۷)، ۲۹۹-۲۸۲

(64) ابن قیم، تحفۃ المودود، ص: ۱۹۷

(65) ایضاً

(66) استروشنی، احکام الصغار، ص ۵۳۲

(67) ترمذی، کتاب الطلاق، باب طلاق المعتوہ، حدیث نمبر: ۱۱۹۱

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

وراثت سے محرومی ایک سزا ہے اور یہ دونوں سزا کی اہلیت نہیں رکھتے۔"[68] اگر کسی شخص نے ایک بچہ قتل کیا اسے اسلامی قانون کی روسے سزائے موت دی جائے گی۔ علاوہ ازیں کسی بچے کا باپ انتقام پر اصرار کرنے کے بجائے اپنے بچے کے قتل پر دیت قبول کر سکتا ہے تاہم وہ ملزم کو مکمل طور پر معاف نہیں کر سکتا۔"[69] اگر کسی بچے نے دوسرے بچے کو زخمی یا قتل کیا تو گناہ گار بچوں پر قصاص جاری نہیں ہو گا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "تین لوگ مرفوع القلم ہیں؛ ایک بچہ جب تک وہ بلوغت تک نہ پہنچ جائے۔ ایک مجنون جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے، اور ایک سونے والا جب تک وہ نیند سے بیدار نہ ہو جائے۔"[70] اگر کوئی شخص بچی کے ساتھ جنسی مباشرت کرے اس پر حد جاری کی جائے گی۔"[71] تاہم اگر ایک لڑکا ایک لڑکی کے ساتھ جنسی مباشرت کرے اور وہ دونوں بچے ہوں تو لڑکی کے ساتھ ساتھ لڑکے کو بھی سزا نہیں دی جائے گی لیکن اس پر لڑکی کو مہر ادا کرنا واجب ہو گا۔

بچوں کے ساتھ زیادتی کی ممانعت

اسلامی قانون پانچ بنیادی مقاصد کی ترقی کے لیے کوشاں ہے۔ ان مقاصد کو ترقی اور تحفظ دینا چاہیے۔ یہ مقاصد ایک بنیادی اصول پر مبنی ہیں جس کا مقصد افراد اور معاشرے کے مصالح کا حصول اور ضرر سے بچاؤ ہے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث سے ماخوذ ہے: "نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ خود نقصان اٹھاؤ۔"[72]

یہ ایک آفاقی اصول ہے جو بچے کو کسی بھی قسم کی زیادتی سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ سوچنا بھی ممکن نہیں کہ والدین براہ راست اپنے بچوں کے ساتھ زیادتی کریں گے۔ وہ گناہ گار ٹھہریں گے اگر وہ اپنے بچوں کے ساتھ دوسروں کے ہاتھوں ہونے والی زیادتی کو نہیں روکیں گے۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے اور اس روایت میں موجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے:

> عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ
>
> "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص (حقیقی) مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے آپ کے لیے پسند کرتا ہے۔"[73]

بظاہر ایک مسلمان کبھی نہیں چاہے گا کہ وہ اپنے بچے پر ظلم کرے۔ اسی طرح وہ کبھی کسی دوسرے بچے پر ظلم نہیں کرے گا۔ ایسا

---

[68] استروشنی، احکام الصغار، ص:۲۱۸

[69] ایضا

[70]۔ امام احمد، مسند، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے

[71] امام سرخسی، المبسوط، ج۹، ص ۷۵

[72] استروشنی، احکام الصغار، ص:۲۱۸

[73] بخاری، کتاب الایمان، حدیث نمبر: ۱۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کرنا نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کے خلاف ہے اور ایسا شخص قیامت کے دن اللہ کے حضور جواب دہ ہو گا۔ اس دنیا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی (Abuse) کو روکیں۔ اس کے علاوہ ریاست کو بھی بچے کی نگہداشت، تحفظ اور تعلیم کے لیے انتخابات روز میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ظلم کرنے والا اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تنبیہ بھی یاد رکھے: ''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔''[74] بچے کے ساتھ زیادتی کی شکلوں میں معاشی استحصال، مزدوری (child labor) اور جنسی استحصال شامل ہے۔ زیادتی کی یہ تمام اقسام ممنوع ہیں اور اسلامی قانون کے دو بنیادی مقاصد زندگی اور عقل کے تحفظ کے خلاف ہیں۔ اگر بچوں سے زیادتی کے مسئلے کو حل نہیں کیا گیا تو یہ معمول کی زندگی کی بربادی کا سبب بنے گا جسے بعد میں ہم سب نے بھگتنا ہو گا۔ اس کا ذکر تفصیلاً ذیل میں ہو رہا ہے۔

اسلام میں بچوں کے استحصال کی ممانعت

اسلام میں بچوں کے استحصال کی ممانعت کی گئی ہے۔ استحصال کی سب سے واضح صورتوں میں معاشی استحصال بالخصوص بچوں کی مزدوری ہے۔ یہ مشکل اور پر خطر ملازمتوں میں بچوں کے استحصال کو شامل ہے جو ان کی صحت اور زندگی کو خطرے میں ڈال سکتا ہے اور جو ان کے تعلیم کے حق کو چھین سکتا ہے۔ بچوں کے استحصال کی سب سے انتہائی صورت بچوں کی غلامی، ان کی خرید و فروخت اور جنسی استحصال ہے۔ بچوں کو مشکل ملازمتوں میں لگانا سکول میں ان کی کارکردگی کو بری طرح متاثر کرتا ہے اور یہ ان کے سکول چھوڑنے کا سبب بن سکتا ہے۔ بچوں کو ایسی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں جو ان کی صلاحیت اور جسمانی طاقت سے باہر ہوتی ہیں۔ ایسے بچے گرد و غبار، شور و غل، جلن اور دھویں کی زد میں رہتے ہیں، یہ تمام چیزیں ان کی صحت کے لیے نقصان دہ ہیں اور ان کے لیے ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔ ریاست ایسے اعمال کی روک تھام کرے اور ملازمت دینے والوں (employers) سے مطالبہ کرے کہ وہ بچوں کو ایسی مشکل ملازمتوں میں نہ لگائیں۔ ان حفاظتی اقدامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی جائے اور کسی بھی بچے کی صحت کو نقصان پہنچنے کی صورت میں ملازمت دینے والا (employer) تاوان ادا کرے۔ تاہم یہ قابل ذکر ہے کہ بچے کا ایک غیر صحت مند ماحول میں مزدوری کرنا والدین کی ناکامی کا براہ راست نتیجہ ہے کہ وہ اسے معیاری تعلیم دلانے کے لیے سہولیات اور پیسوں کا بندوبست نہیں کر سکے۔ سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ ریاست مناسب قانون سازی کے ذریعے اس صورت حال کی دیکھ بھال کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ مالدار شخصیات آگے آئیں اور بچوں پر خرچ کریں۔ ریاست طویل المدتی مقاصد کو قربان کر کے وقتی مقاصد کے حصول سے لوگوں کو روکے کیونکہ اگر تمام بچے سکول کی تعلیم چھوڑ دیں اور مزدوری شروع کر دیں تو مستقبل میں معاشرے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا جب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مہارت یافتہ لوگ نہیں ملیں گے۔ اس لیے والدین حتی الامکان اپنے بچوں پر خرچ کرنے کی کوشش کریں اور انہیں مشکل ملازمتیں اختیار نہ کرنے دیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

---

[74] ترمذی، سنن، کتاب البر والصلۃ، حدیث نمبر: ۱۹۱۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾[75]
"اللہ تعالی کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے"

ولی (guardian) کے لیے حرام ہے کہ وہ اپنے زیر ولایت بچے (Ward) کو ناپسندیدہ پیشوں میں ڈالے۔

حنفی فقیہ محمد الاستروشنی دلیل میں کہتے ہیں کہ ناپسندیدہ پیشے بچے کو نقصان پہنچاتے ہیں اور برے پیشے کی وجہ سے معاشرے میں ان کی عزت نہیں کی جائیں۔ وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی کے باپ کا پیشہ برا ہے تو ولی کی طرف سے بچے کو اسی غلط پیشے کے سیکھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ "غلط پیشہ کا عار اور اثرات دائمی ہوتے ہیں اور لوگ بعد میں ایک شخص کی تحقیر کے لیے صدیوں اس کے برے پیشے کو یاد کرتے ہیں۔"[76]

اگر والد یا دادا یا عدالت بچے کو مزدوری پر لگادے تو اسلامی قانون میں یہ جائز ہے اگر اس کو اتنی اجرت دی جاتی ہو جو دوسرے بچوں کو ان پیشوں میں دی جارہی ہو۔ تاہم اگر اسے دیگر بچوں سے کم اجرت دی جارہی ہو، پھر یہ جائز نہیں۔"[77]

اگر بچے نے کسی سے مزدوری کا عقد کیا اور اس دوران وہ بلوغت کو پہنچ گیا تو اسے اختیار ہے کہ کام جاری رکھے یا عقد کو ختم کرے۔ تاہم عقد کو جاری رکھنا بچے کے لیے نقصان دہ ہے۔"[78]

بچے کے مال اور اس کی شخصیت کے درمیان فرق ہے۔ اس لیے اگر دادا یا ولی نے بچے کا گھر دو سال کے لیے کرائے پر دیا پھر اسی دوران بچہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گیا تو اسے حق نہیں ہو گا کہ اس عقدِ اجارہ کو ختم کردے۔ فقہا بچے کی شخصیت کو اس کے مال پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگر لڑکے مزدوری کے قابل بن جائیں تو والد کو حق حاصل ہے کہ انہیں کام کی اجازت دیں اور ان کی آمدنی سے ان پر خرچ کریں۔ والد بقیہ پیسوں کو لڑکوں کے لیے جمع رکھے لیکن اگر وہ فضول خرچ ہے تو پھر عدالت اس اضافی رقم کی حفاظت کے لیے امانت دار آدمی کو مقرر کرے گی۔ عدالت بچوں کے دیگر املاک کے بارے میں اس طرح کر سکتی ہے اگر بچے کا والد فضول خرچ ہو۔ تاہم باپ کو اجازت نہیں کہ وہ اپنی بیٹیوں سے کسی قسم کی مزدوری کرائے۔"[79]

بچے کے جنسی استحصال کی ممانعت

بچے کا جنسی استحصال یہ ہے کہ اس کو اس طریقے سے رسائی کی جائے جس سے وہ غیر مطمئن ہو۔ بچے کے جنسی استحصال کا تباہ کن نفسیاتی اثر الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اس کی ذہنی ترقی اور جسمانی صلاحیتوں کو ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنالیتا ہے۔ وہ معاشرے کا ایک

(75) البقرۃ، ۲۸۶:۲
(76) استروشنی، احکام، ص ۳۷۰
(77) ایضاً، ص ۳۷۱
(78) الفتاوی الخانیۃ، ج ۲، ص ۲۸۴-۲۸۳
(79) استروشنی، احکام، ص ۳۷۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

نارمل فرد نہیں رہتا۔ ایسا بچہ باقاعدہ گھریلو زندگی گزار نہیں سکتا۔ جدید ٹیکنالوجی کا ایک ہے کہ اس نے بچوں کے استحصال کو آسان تر، تیز تر اور کچھ حد تک خفیہ بنا دیا ہے بچے کا استحصال جنسی سیاحت (sex tourism)، خرید و فروخت اور بچوں کے کاروبار (Child Trafficking) اور ان کی جنسی تصویر کشی (pornography) میں کیا جاتا ہے۔ نتیجے کے طور بچوں کی صحت یا تو بھوک کی وجہ سے یا غیر صحت مند خوراک کی وجہ سے یا ایچ آئی وی کی وجہ سے تباہ ہو جاتی ہے۔ ایسے بچے آخر کار مجرم بن جاتے ہیں اور مستقبل سے مکمل طور پر مایوس ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر ایسے بچے نشے کے عادی بن جاتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں غربت، قدرتی اور انسانی آفات شامل ہیں۔ قرآن نے ان تمام اعمال کو سختی سے حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴾[80]

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نشہ آور اور خواب آور اشیا کو حرام قرار دیا ہے:

عن ابن عمر ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام، ومن شرب الخمر في الدنيا، فمات وهو يدمنها لم يتب لم يشربها في الآخرة

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نشہ کرنے والی شراب خمر ہے اور ہر نشہ کرنے والی شراب حرام ہے۔ اور جو شخص دنیا میں خمر پئیے گا پھر مر جائے گا پیتے پیتے اور[81] توبہ نہ کرے گا تو اس کو آخرت میں خمر نہیں ملے گا۔

خلاصہ بحث

تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ قرآن یا احادیث کی رو سے تمام حرام کردہ چیزوں سے دور رہیں۔ یہ مسلمان ریاست کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے جنسی استحصال کو سختی سے روکے۔ اس سلسلے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی (بچے) کی زندگی اور عقل کے تحفظ کو فوت کر دینے سے کم نہیں۔ یہ مسلم معاشرے کی تباہی کا سبب بنے گا اور اس کی وجہ سے آفت آئے گی۔ ایک مسلمان معاشرے میں بچوں کے جنسی استحصال کی موجودگی کا مطلب والدین اور ریاست دونوں اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ والدین مناسب طریقے سے اسلام کی تعلیمات کے مطابق بچوں کی پرورش میں ناکام ہو گئے ہیں اور ریاست خاندان، صحت اور تعلیم کے ادارے سے غافل ہو گئی ہے۔ اگر ریاست چاہتی ہے کہ آگے بڑھے اور ترقی کرے تو ایک مسلم ریاست ان اداروں کا تحفظ ترجیحی بنیادوں پر کرے۔ علاوہ ازیں ریاست کے ساتھ ساتھ دولت مند مسلمان بھی سامنے آئیں اور نشے کے عادی افراد کی بحالی کے لیے انتظامات کریں۔ قرآن

---

[80] المائدۃ،۹۰۔۹۱

[81] ابوداود، سنن، کتاب الاشربۃ، حدیث نمبر: ۳۲۸۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کہتا ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ [82]

(مالی امداد کے بطور خاص) مستحق وہ فقرا ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں اس طرح مقید کر رکھا ہے کہ وہ (معاش کی تلاش کے لیے) زمین میں چل پھر نہیں سکتے۔ چونکہ وہ اتنے پاک دامن ہیں کہ کسی سے سوال نہیں کرتے، اس لیے ناواقف آدمی انہیں مالدار سمجھتا ہے، تم ان کے چہرے کی علامتوں سے ان (کی اندرونی حالت) کو پہچان سکتے ہو، (مگر) وہ لوگوں سے لگ لپیٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اور تم جو مال بھی خرچ کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔"

کتابیات

* الغزالی، ابی حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ
* بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، الجامع المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ و سننہ و ایامہ، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، الاحسان ویلفیئر فاؤنڈیشن، اسلام آباد، سن ندارد
* قاسمی، وحید الزمان، کیرانوی، القاموس الوحید، کراچی، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱ء
* الاصفہانی، راغب، امام، مفردات القرآن، لاہور، شمس الحق، کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، ۱۹۸۷ء
* عمران شاہد بھنڈر، تشدد کی معنویت، ایکسپریس نیوز، (ہفتہ، ۲۲ اگست، ۲۰۱۵) www.express.pk
* Alison Rutherford, Anthony B Zwi, Alexander Butchart, Violence, a glossary, J Epidemiol, community, Health, 2007, August. https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles
* لیاقت علی جتوئی، بچوں پر تشدد کی اقسام، جنگ نیوز، (۱۶/ جون ۲۰۱۹ء)۔https://jang.com.pk/news/649426
* اصفہانی، امام راغب، **مفردات القرآن** (مصر: مطبعۃ البابی، س، ن)، 251۔
* الأفریقي، محمد بن مکرم بن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار احیاء التراث، 2016)، 56:7۔
* القشیری، امام مسلم بن الحجاج، **المسند الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث، 2003ء)، 45:4۔
* لوئیس معلوف، **المنجد** (بیروت: مکتبۃ الکاثولیکیۃ، 2018ء)، 587۔
* مولوی فیروز الدین، **فیروز اللغات** (لاہور: فیروز لمیٹڈ، 1964)، 204۔
* ابن فارس، احمد، **مقاییس اللغۃ** (اردن: دار الفکر، 1979م)، 4: 158۔
* غزالی محمد بن محمد ابو حامد، **احیاء علوم الدین** (بیروت: مکتبہ دار الفکر، 1980ء)، 184:3۔
* المناوی، عبد الروف، **التوقیف علی مھمات التعاریف** (مصر: شرکۃ مکتبۃ، 1308ھ)، 127۔
* الترمذی، محمد بن عیسی، **جامع الترمذی** (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998)، رقم: 1919

[82] البقرۃ، ۲: ۲۷۳

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

* ابن حنبل، احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، **مسند الامام احمد بن حنبل** (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، 7219۔
* مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س۔ن)، الرقم: 1733۔
* استروشنی، **احکام الصغار** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)، 541۔
* المناوی، زین الدین محمد، **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر** (مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، س۔ن)، 2:235۔
* البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1442ھ)، الرقم: 5751۔
* ابن الاثیر، ابو السادات المبارک، **جامع الاصول فی احادیث الرسول** (بیروت: مکتبۃ الحلوان، 1972ء)، الرقم: 204۔